مفلوک الحال عوام کے عیاش حکمران اور معاشرے کی اصلاح

ڈاکٹر عمر الاشقر سے معلوماتی انٹرویو کا خلاصہ

مولانا عبدالرحمان ملی ندوی کے قلم سے

''کویت'' کے مشہور میگزین ''البلاغ'' نے ڈاکٹر عمر الاشقر سے حالات حاضرہ میں معاشرہ کی اصلاح کیلئے علماء کے کردار پر مبنی کچھ حساس سوالات کئے تھے، زیر نظر مضمون اسی معلوماتی گفتگو کا خلاصہ ہے

سوال۱: آپ کی فکر کے مطابق اُمت مسلمہ آج کن حالات سے دوچار ہے۔ اوران کی روک کیسے ہوسکتی ہے؟

جواب: واقعہ یہ ہے کہ آج اُمت مسلمہ جن بنیادی حالات سے دوچار ہے اور جس نے اُمت کے اندرون کو توڑ کر رکھ دیا ہے، وہ یہ ہے کہ بعض مسلم ممالک پر گھس بیٹھیوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ جیسے امریکا کا عراق اور افغانستان پر ناجائز حملہ کرنا ہے۔ شام بھی اسی لپیٹ میں ہے اور فلسطین تو گویا ہر سیاسی رہنما کا کھلونا ہی بن چکا ہے۔ یہ اور اس طرح کے ہزاروں ایسے حالات ہیں جن سے اُمت پریشان و مجبور ہے، عالم اسلام اور عالم عربی، دونوں کساد بازاری اور تجارتی پریشانیوں کے آخری نشانہ پر پہنچ چکے ہیں، خود فلسطین میں اسماعیل ہانیہ نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ فلسطینی عوام اس وقت ۸۰رفیصد فقر و تنگ دستی کے شکار ہیں، کئی ایسے ممالک ہیں جو اپنے ملکی امور کو خود حل نہیں کر سکتے جب تک کہ امریکہ ثالثی نہ کرے۔ یقیناً یہ دماغی کسمپرسی کی علامت ہے ان ممالک کے لیے جو اپنا معاملہ امریکہ کی ثالثی کا محتاج بنائے ہوئے ہیں، یقیناً اُنہیں اس معاملہ میں غور کرنا چاہئے۔

سوال۲: عراق کی جنگ کو آپ کیا نام دیتے ہیں؟ کیا وہ دشمن کے ساتھ جہاد ہے یا پھر آپس کی خانہ جنگی؟

جواب: اس وقت عراق کی جو حالت ہے وہ عجیب کشمکش کی شکار ہے، امریکہ کی جانب سے یہ کوئی اصلاحی جنگ نہیں ہے بلکہ عراقیوں کو مختلف ٹکڑیوں اور گروہوں میں تقسیم کرنے کی ایک سازش اور چال ہے، اور خود عراقیوں میں ہی کچھ ایسے امریکی ایجنٹ ہیں جو اپنے وطن کی خانہ جنگی کا سبب بنے ہوئے ہیں۔ اور اب تو حالت ایسی نازک ہو چکی ہے کہ امریکی، برطانوی اور عراقی فوجیوں کی شناخت کرنا دشوار ہو چکا ہے۔

سوال۳: عام مسلمانوں کا کیا موقف ہے اپنے وطن کے حالات سے متعلق؟

جواب: اصل میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے ہمیں لوگوں کا موقف جاننا دشوار ہو رہا ہے، اس لیے کہ بعض علماء

تک نے عراق سے ہجرت کر کے کسی اور ملک میں پناہ گزیں ہوگئے ہیں، کیوں کہ اگر وہ اپنے ملک میں ہی رہتے تو یقیناً قتل ہی کئے جاتے جب کہ بعض اس مرحلہ سے گذر بھی چکے ہیں۔

سوال۴: آپ کی فکر کے مطابق موجودہ حالات میں تبلیغ دعوت کا فریضہ کیسے ادا کیا جائے؟

جواب: تبلیغ دعوت کا فریضہ اہم ہے اور یہ کچھ بہت زیادہ مشکل نہیں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور سے لے کر خلفاء راشدین تک ایک اصولی طریقہ چلتا رہا اس لیے کہ کسی بھی دعوت کا طریقہ سمجھا جاسکتا ہے اس کے اصولوں اور ضابطوں سے۔ اور اسلامی اصول ایک ایسا اصول ہے جس کو اسلام اپنے آغاز ہی سے بتاتا چلا آیا ہے، یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے دینی اصولوں سے متعلق پوری معلومات ہیں، اور یہ چیزیں تقریباً ہر زمانہ کے رسولوں اور انبیاء نے بتائی ہے۔ پس یہ ہیں بنیادی چیزیں جن میں اختلاف نہیں کیا جاسکتا۔

سوال۵: کیا کسی فتوی کا مختلف ہونا تبلیغ دین کے لیے مشکلات کا سبب ہے؟

جواب: کوئی بھی فتوی صادر ہوتا ہے تو وہ اہلِ مسالک کے نظریہ اور فقہی و مسلکی اختلاف کے سبب ہوتا ہے۔ احناف ان کے اپنے دلائل ہوتے ہیں، مالکی، حنبلی، شوافع ان کے اپنے دلائل ہوں گے، اور معاشرہ میں ہر مسلک کے پیروکار ہوتے ہیں جن پر اس فتوئی کا اثر ہوتا ہے۔

سوال۶: آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ دینی فتوی ہے اور سیاسی؟

جواب: ہاں کچھ ایسے فتاوی ضرور ہوتے ہیں جو سیاسی رنگ لیے ہوئے ہوتے ہیں جو سرکاری مفتیوں کے ذریعہ صادر ہوتے ہیں جیسے بینک کے سود کی حلت سے متعلق اس معاملہ میں تو ٹھوس دلائل موجود ہیں کہ بینک کا سود حرام ہے اور اس چیز کو ایک عام آدمی سمجھ سکتا ہے چہ جائیکہ کوئی عالم اسکے جواز کا فتوی دے یہ نہیں ہوسکتا' لیکن جس سیاسی عالم نے بھی جواز کا فتوی صادر کیا تو اس نے آخری مرحلہ میں صاف کہہ دیا کہ میرے اس فتوی کو اختیار نہ کرنا کہ وہ حاکم وقت سے متاثر ہو کر دیا گیا تھا بلکہ بعضوں نے تو موت سے کچھ ہی پہلے اپنے فتوی سے رجوع کیا یہ ہے سیاسی فتوی اور مفتی کی حالت

سوال۷: کیا آپ کسی سے متعلق نشاندہی کر سکتے ہیں جو شریعت سے ہٹ کر فتوی دیتا ہے؟

جواب: دیکھئے ہر زمانہ میں ایسے علماء و مفتیان کرام ہوتے ہیں جو دین و شریعت کے احکام کو لازم پکڑتے ہیں اور اُنہی کے مطابق فتوی بھی دیتے ہیں، لیکن ساتھ ہی کچھ ایسے بھی افراد ہوتے ہیں جو حکومتی ذمہ داروں کی چاپلوسی اور مداہنت کرتے ہوئے سرکاری مصالح کے پیش نظر ایسے فتوی دیتے ہیں۔

سوال۸: کیا آپ تصور کرتے ہیں کہ دینی ورثہ جرح و تنقیح کا متقاضی ہے؟

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم جو سو فیصد اسی طرح موجود ہے اور رہے گا جس طرح وہ نازل کیا گیا، جہاں تک بات ہے احادیثِ نبویہ ﷺ کی تو ائمۂ حدیث جیسے امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کے زمانہ سے لے کر آج تک رواۃِ حدیث سے متعلق تحقیق و جانچ کی جاتی رہی ہے۔ ان کے معاشرتی زندگیوں سے متعلق واقعات کو پرکھا جاتا ہے۔

ثقہ اور عدم ثقہ کی کسوٹی پر جانچا جاتا ہے اور اسی لیے احادیث کی رواۃ کے اعتبار سے قسمیں بھی ہیں کہ ہر امام حدیث نے اپنے طور پر یہ خدمت انجام دی ہوتی ہے یہ اسلامی ورثہ کی جرح و تنقیح جس کا دائرہ ہر امام حدیث کے زمانہ میں ملتا ہے۔

سوال ۹: آپ کے نظریہ کے مطابق حالات کا صحیح جائزہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟

جواب: حالات کے صحیح جائزہ والی بات یہ ایک ایسی بات ہے جس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک تو یہ کہ جن حالات میں ہم جی رہے ہیں آپ ان کو اسلامی سانچہ میں ڈھالیں، اور دیکھیں کہ عام لوگ دینی احکام سے متعلق کیا سوچ رکھتے ہیں، ان کی زندگی دینی احکام پر کیسے منطبق کر سکتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ کوئی آدمی جہالت اور ناواقفیت کی وجہ سے ان حالات کا صحیح تجزیہ نہیں کر پاتا تو یہ بہر حال صحیح نہیں ہے۔ ضروری ہے کہ اپنے گرد و پیش کا جائزہ لے کر مشکلات کو حل کریں اور شرعی احکام پر عمل کریں اپنی مرضی سے تجزیہ کرنے سے گریز کریں اس سے صحیح رہنمائی نہیں مل سکتی۔

سوال ۱۰: آپ امریکی ادارہ ''رانڈ'' سے متعلق کیا فرماتے ہیں جس نے نام نہاد باطل تحریکوں ''بہائیت'' اور ''قادیانیت'' کی اپنے تعاون سے بھرپور پشت پناہی کی؟

جواب: یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ امریکہ ''عرب'' اور مسلمانوں کا ازلی دشمن ہے، اور عراق کی جنگ نے اس بات کو واضح بھی کر دیا کہ امریکی صدر نے جنگ کے آغاز ہی میں صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ یہ صلیبی جنگ کا آغاز ہے۔ دشمن تو ہمیشہ اپنا مال مد مقابل کو ختم کرنے کیلئے صرف کرتا ہے جس کیلئے وہ مختلف نت نئے طریقے ایجاد کرتا ہے۔ اور ''بش'' جانتا تھا کہ مسلمان کے آپسی فرقے ہی ان کی تباہی کا باعث بنیں گے، اس لیے اس نے باطل فرقوں کا تعاون کر کے ان کو پروان چڑھایا۔ اسلیے میں اُمت کے مقتدر علماء کو مخلصانہ دعوت فکر دیتا ہوں کہ ایسے فرقوں کو جڑ سے اکھاڑنے کی فکر کریں۔

سوال ۱۱: کیا آج علماء نوجوانوں کی رہنمائی سے دور ہیں؟

جواب: آج علماء کیلئے لازم بلکہ فرض ہو گیا ہے کہ وہ مسلم نوجوانوں کی صحیح رہنمائی کریں۔ اسلیے کہ بہت سی پریشانیاں علم سے دوری کے سبب پیدا ہوتی ہیں اور اکثر نوجوان کم علمی کی وجہ سے شریعت سے دور رہتے ہیں، اور بغیر صحیح علم کے بولنے لگتے ہیں، اسلئے علماء کی اولین ذمہ داری ہے کہ نوجوانوں کی باتیں سنیں اور انکے مسائل کو حل کرنے کی فکر رکھیں۔

سوال ۱۲: مسلم معاشرہ کو صحیح رُخ پر لانے کی کیا شکل ہو سکتی ہے؟

جواب: اُمت کے افراد کو دین سے قریب کریں اور دینی تعلیمات سے نوجوانوں کو وابستہ کریں، اسلئے کہ صحیح دینی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے امت افتراق و انتشار کی شکار ہے، اور پھر معاشرتی زندگی کے مسائل نے امت کو بانٹ کر رکھ دیا ہے

یہ جاننا چاہئے کہ کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک صحیح اصولوں پر برقرار نہیں رہ سکتا جب تک اس کے مذہبی مقتدر افراد تعیش و آسائش کی زندگی سے گریز نہ کریں، اور عام لوگوں کو ہر ممکن راحت و سکون پہونچانے کی فکر نہ کریں۔

خدا کرے یہ مفید معلوماتی گفتگو ہم علماء کے لئے بھی محرک فکر ثابت ہو۔ (واللہ یقول الحق وھو یھدی الی سواء السبیل)